خانہ میر محمد رحمان صاحب ناظر عبادت
دار الانوار قادیان
Qadian

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ط

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۶

ایڈیٹر یعقوب قاسم علی احمدی

فاروق

قادیان

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲۱ | قادیان دارالامان مرقومہ ۲/۹ ذوالحجہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۴/۲۱ فروری ۱۹۳۷ء | نمبر ۴۲ و ۴۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) ایام زیر اشاعت میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو درد نقرس کی بہت تکلیف رہی۔ حضور باہر بھی تشریف نہیں لا سکے۔ اب گو نسبتاً پہلے سے آرام ہے۔ لیکن ہنوز درد کی تکلیف بکلی دور نہیں ہوئی۔ احباب حضور کی صحت کے لئے بہت دعائیں کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ شافی مطلق جلد حضور کو صحت کامل عطا فرماوے۔ آمین۔

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کو بھی کچھ نہ کچھ تکلیف رہتی ہے۔ ابھی تک صحت کامل نہیں ہوئی۔ بالالتزام دعاؤں کی ضرورت ہے۔

(۳) حیرت ہے۔ کہ باوجود اخبار فاروق میں بار بار اعلان کرنے اور اطلاع دینے کے کہ جن کا چندہ فاروق دسمبر ۳۶ء میں ختم ہو چکا ہے۔ اور جن کے ذمہ بقایا ہے۔ وہ اپنا اپنا چندہ اور بقایا جلد بھیج کر ثواب حاصل کریں۔ ورنہ فروری کے شروع ہفتہ میں سب کے نام وی پی جاری ہونگے۔ ان کو وصول کر لینا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔ مگر باایں ہمہ اطلاعات بہت سے احباب کی طرف سے بلا وجہ وی پی واپس آئے۔ اور مطلق انکو اس کا احساس نہیں ہوا۔ کہ آخر فاروق کو کس طرح جاری رکھا جائے۔ جبکہ تعداد خریداران بھی کم ہو۔ اور چندہ بھی وصول نہ ہو۔ بلکہ الٹا ۳ر کا ہر ایک وی پی پر خرچ ہو کر نقصان کر دیا جائے۔ جس کا مجھے افسوس ہے۔

ناظرین فاروق کو عید مبارک ہو۔ آمین

میری پریشانی

ناظرین فاروق کو علم ہے۔ کہ میری اہلیہ عرصہ سے بیمار ہیں۔ اب ان کی بیماری ترقی کر گئی ہے۔ جس سے مجھے سخت پریشانی اور تشویش ہو رہی ہے۔ اس لئے میں نے بذریعہ الفضل اعلان کر دیا تھا۔ کہ میں ان کو برائے علاج لاہور پہنچا رہا ہوں۔ چنانچہ میں ان کو لاہور لے گیا۔ ڈاکٹری معاینہ کے بعد علاج شروع ہے۔ مگر اب تک ذرا بھی بیماری میں افاقہ نہیں ہوا۔ حسب ہدایت ڈاکٹر صاحب ان کو لاہور چھوڑ کر دو دن کے واسطے میں محض اخبار نکالنے کے لئے قادیان آیا ہوں۔ اور اس قلیل عرصہ میں جتنا اخبار تیار ہو سکا اسکو شائع کر دیا ہے۔ اور پھر لاہور واپس جا رہا ہوں۔ تاکہ ان کی تیمارداری کروں۔ میں اس مجبوری کو احباب سے پیش کر کے معافی کا خواستگار ہوں۔ کہ اخبار بروقت شائع کرنا میرے لئے ناممکن ہو رہا ہے۔ خدا کیلئے میرے ہمدرد دوست دعاؤں سے میری مدد کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ جلد میری اہلیہ کو شفا کامل عطا فرما کر میری پریشانی اور فکر کو دور کرے۔ آئندہ بھی اخبار تا صحت بروقت نکالنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ مگر میں جانتا ہوں۔ کہ فاروق کے سرپرست اور ہمدرد ایسے نہیں۔ کہ وہ اسکی شکایت یا گلہ کریں۔ بلکہ قوی امید ہے۔ کہ وہ ہر طرح سے میری مدد دعاؤں سے اور ادائیگی بقایا و عطا چندہ سے فرما کر ثواب حاصل کریں گے۔ کیونکہ میرا فرض ہے۔ کہ اپنی رفیقۂ حیات کا مقدور بھر علاج کروں۔ اور اس کے واسطے روپیہ کی ضرورت ہے۔ جس کا احساس خریداران فاروق کو ضرور ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ مشہور قول ہے۔ کہ ؎ دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست ۔ در پریشاں حالی و درماندگی۔ وی پی واپس کر کے یا اس وقت فاروق کا حق نہ ادا کر کے میری پریشانی میں اضافہ کا موجب نہ بنیں۔ ورنہ وقت تو نکل جائیگا۔ باقی یاد رہے گی۔

عبدالرحمن مہر سیکرٹری انجمن احمدیہ قادیان
عبدالرحمن مہر سیکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیا اسلام کی طرف آرہی ہے

قرآن مجید کے ہزاروں معجزات میں سے ایک یہ بھی معجزہ ہے۔ جس نے اسے باقی تمام الہامی کتب سے ممتاز کر دیا ہے۔ کہ اسکی صداقت ہر زمانہ میں ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ باقی کتب میں جو کچھ ہے۔ وہ ہو چکا ہے۔ اور آئندہ زمانہ میں ان کی صداقت کے لئے کوئی نشان نہیں۔ یہ اس لئے کہ باقی تمام کتب محرف و مبدل ہو چکی ہیں۔ اور ان میں انسانی ہاتھ کا تصرف ہونے کی وجہ سے وہ قول بشر ہو گیا ہے۔ مگر قرآن مجید تمام باتوں سے منزّہ ہے۔ اور یہ اب تک قولِ رحمان ہے۔ اور قول بشر اور قول رحمان کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ ؎

خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

میں آج قرآن کی فی زمانہ صداقت بتاتا ہوں۔

کچھ عرصہ سے یورپ (جسے لوگ تہذیب کا مرکز سمجھتے ہیں) کے لوگ دنیاوی زندگی کی لذتوں میں ایسے پھنس گئے ہیں۔ کہ وہ اولاد کو اپنے نفسانی جوشوں کے سامنے ایک روک سمجھنے لگے۔ اور آہستہ آہستہ برتھ کنٹرول Birth Controle کی تھیوری ایجاد کی گئی۔ اس تھیوری کی ایجاد صرف نفسانی خواہشوں کی بنا پر کی گئی ہے۔ کیونکہ اولاد کی وجہ سے جائدادیں بانٹی جاتی ہیں۔ اور جتنی زیادہ اولاد ہو گی۔ اتنے ہی جائداد کے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ یہ خیال نفسانی آدمی کے لئے سوہانِ روح ہے۔ کیونکہ دنیا پرست آدمی پیسے پیسے پر جان قربان کر دیا کرتے ہیں۔

ابتداءً یہ کہا جاتا تھا۔ کہ زیادہ اولاد والدین کے لئے تکلیف کا باعث ہے۔ کیونکہ کم سرمایہ والے والدین یا کم آمدنی والا باپ کثیر بچوں کی پرورش کما حقہ نہیں کر سکتا۔ مثلاً ہر بچے کو پڑھانا۔ پالنا تربیت کرنا۔ بیاہنا۔ ان کو اپنی روزی کمانے کے قابل بنانا بہت مشکل ہے۔ اور اگر بغیر تربیت کے اور بغیر پڑھانے کے چھوڑ دے۔ تو وہ بیکار ہو کر قوم اور ملک کے لئے تکلیف دہ ثابت ہونگے۔ لہذا تھوڑی اولاد ہونی چاہیئے۔ اور ان کی تربیت اچھی طرح کر کے ان کو ملک اور قوم کے لئے مفید بنایا جائے۔ مگر آہستہ آہستہ جب نئی روشنی نے ترقی کی۔ اور عورتیں تعلیم حاصل کر کے مردوں کی طرح سیاسی اور ملکی معاملات میں دخل دینے لگیں۔ تو انہوں نے یہ دیکھا۔ کہ مرد زیادہ اولاد پیدا نہیں کرنا چاہتے تو وہ بھی اپنی ترقی میں اولاد کو ایک قسم کی روک سمجھ کر اپنے آپ کو مرد کی غلامی سے آزاد کرنے کے لئے یوں کہنے لگیں۔ کہ عورت ماں بننا چاہتی ہے۔ مگر بیوی بننا پسند نہیں کرتی۔ چند سالوں کے بعد اس خیال نے ترقی کرتے کرتے انگریزی عورتوں کو یہ کہنے پر مجبور کیا۔ کہ "ہم بچے پیدا کرنے والی مشین نہیں ہیں"۔ (اگرچہ امر واقعہ میں وہ مشین ہی ہیں) اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان لوگوں کی گھریلو زندگی ایسی بدمزہ ہو گئی۔ کہ مرد اور عورت ایک گھر میں میاں بیوی کی حیثیت میں اکٹھے نہ رہ سکے۔ کیونکہ وہ ہر وقت ایک دوسرے کے خلاف اپنے اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آپس میں روز بروز نفاق بڑھنے لگا۔ نوبت بایں جا رسید کہ الگ الگ زندگی بسر کرنے لگے۔ جب بچے پیدا ہونے بند ہو گئے۔ تو اس کا لازمی نتیجہ تھا۔ کہ باپ میں محبت پدری اور ماں میں محبت مادری مفقود ہو گئی۔ جس نے ملک پر یہ اثر کیا۔ کہ قوم کم ہونے لگی۔ بزرگ مرنے لگے۔ اور آئندہ نسل کی پیدائش بھی بند ہو گئی۔ نیز آپس میں محبت بہت کم ہو گئی۔

کاش کہ یہ لوگ قرآن مجید کے ارشادات سے واقف ہوتے۔ اور اس پر عمل کرتے۔ اور اتنی تکلیف نہ اٹھاتے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یعنی پیدا کیا واسطے تمہارے تم میں سے جوڑا۔ تاکہ تم آرام پکڑو طرف اس کے اور کیا درمیان تمہارے پیار اور مہربانی تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ فکر کرتے ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے تین چیزوں کا ذکر فرمایا ہے۔ جو بیوی کرنے سے حاصل ہوں گی۔

اول تسکین دوم پیار سوم مہربانی۔ گویا کہ بیوی کرنے سے تسکین۔ پیار۔ مہربانی حاصل ہو گی مگر اہل یورپ نے اس کے خلاف عمل کر کے اپنے آپ کو ان ہر سہ چیزوں سے محروم کر لیا۔ اور خود اس بات کو محسوس کر رہے ہیں۔ چنانچہ موجودہ وائسرائے ہند لارڈ لنلتھگو صاحب کی لیڈی صاحبہ نے کلکتہ میں عورتوں میں تقریر کرتے ہوئے ہندوستانی عورتوں کو گھریلو زندگی اختیار کرنے اور اسکو بہتر بنانے کی تلقین کی ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ عورتوں کے لئے یہی بہتر ہے۔ کہ وہ گھر میں کام کریں۔ اور اپنے گھر کو جنت بنائیں۔

باقی رہا اولاد کے متعلق سو اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے۔ ولا تقتلوا اولادکم من خشیۃ الاملاق نحن نرزقھم۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایک زبردست پیشگوئی فرمائی ہے۔ وہ یہ کہ ایک وقت ایسا آویگا۔ کہ لوگ اپنی اولاد کو اس وجہ سے قتل کر دیں گے۔ کہ وہ غریب ہیں۔ یا وہ اولاد زیادہ ہونے کی وجہ سے روپیہ زیادہ خرچ ہو جانے کے ڈر سے اور غریب ہو جانے کے غم سے اپنی اولاد کو قتل کر دیا کریں گے۔

(بقیہ دیکھو صـ۱۲ کالم اول)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴/۲۱ فروری ۱۹۳۷ء | نمبر ۲،۳

ثناء اللہ امرتسری کی تعجیلانہ خودسری

محمدی بیگم کے نکاح کی پیشگوئی کے متعلق مرزا سلطان محمدؐ صاحب کے خط کا عکس معترضین خصوصاً ثناء اللہ امرت سری کے حلق کا کانٹا ثابت ہو رہا ہے۔ جو ربع صدی سے بالخصوص ثناء اللہ کے حلق میں ایسا پھنسا ہوا ہے۔ کہ نکلنے میں یا اگلنے میں یا نگلنے میں ہی نہیں آتا۔ ہزار جتن کئے گئے۔ ہزار فریب و عیاریاں کھیلی گئیں۔ مگر ان کی دال گلی ہی نہیں۔ بلکہ برعکس اس کے ؎

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اسی تگ و دو کے دور میں اس پیشگوئی کے صدقے مرزا سلطان محمدؐ صاحب کے خاندان کے تقریباً تمام افراد ایک ایک کر کے احمدیت کے مقدس لباس سے ملبوس ہو گئے۔ اور یہ معاندین اور مخالفین اور معترض مجانین بالخصوص ثناء اللہ جیسی ہستیاں جنہیں عنفوانِ شباب سے لیکر **ستریت** **بہتریت** کے رسوائے عالم دور تک حق کی مخالفت پر نسوانانہ ناز ہے۔ منہ تکتی کی تکتی رہ گئیں۔ اور مرزا سلطان محمدؐ صاحب کے خاندان نے ان کی چھاتیوں پر مونگ دل کر اور اپنی چھاتیوں پر ہاتھ مار کر آستانۂ احمدیت پر سرِ نیاز رکھ دیا۔ مگر معترض مجانین کی وہی مرغ کی ایک ٹانگ رہی۔

مرزا سلطان محمدؐ صاحب موصوف کے خط کے عکس سے ثناء اللہ کچھ ایسا تلملایا۔ جھنجھلایا۔ گھبرایا اور سٹ پٹایا کہ کپڑے پھاڑ کر دیوانہ وار اپنے بئس القرینوں کے پاس چیخ و پکار کی۔ کہ اس خط کا کوئی بئس البدل پیدا کرو۔ بس پھر کیا تھا۔ جھٹ اس چنڈال چوکڑی نے ایک خط گھڑ کر اور اس پر خود ہی خواجہ کا گواہ ڈڈو بن کر چار دستخط کر دیئے۔ اور اسکو شائع کر دیا۔ اس کے متعلق ہماری طرف سے کئی بار مطالبہ ہوا ہے۔ کہ جس طرح ہم نے مرزا سلطان محمدؐ صاحب کے خط کا عکس ڈنکے کی چوٹ شائع کر دیا ہوا ہے۔ اسی طرح تم بھی ان کنتم صٰدقین شائع کرو۔ مگر ثناء اللہ صاحب علیہ ما علیہ ہیں۔ کہ حسب معمول سابقہ آئیں بائیں شائیں کرتے جا رہے ہیں۔

چنانچہ حال ہی میں الفضل کے کسی مضمون میں ہماری طرف سے پھر وہی مطالبہ ہوا ہے۔ اس کے جواب میں ثناء اللہ صاحب جیسے پرانے اور جہاندیدہ جرنیل شیخ چلی کی طرح یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں۔ کہ:-

"ہم کہتے ہیں۔ کہ فوٹو یا اصل خط دکھانے سے **آسان طریق** یہ ہے۔ کہ مرزا سلطان محمدؐ جن کی موت کی انتہائی تاریخ حسب پیشگوئی مرزا صاحب ۲۱ اگست ۹۴ء تھی۔ (بالکل جھوٹ۔ ملتانی) آج تک بفضلہٖ تعالےٰ زندہ ہیں۔ پرچہ مذکور ہم سے لے کر ان کے سامنے رکھ کر پوچھا جائے۔ کہ کیا یہ عبارت آپ کی ہے۔ اگر مرزا سلطان محمدؐ بوجہ کبر سنی کے بھول گئے ہوں۔ یا کسی وجہ سے بیان دینا نہ چاہیں۔ یا آپ بالمشافہ گفتگو کرنا مناسب نہ سمجھیں۔ تو حسب قاعدہ شریعت و حسب قانون وقت مرقومہ گواہوں (جو ہم نوالہ و ہم پیالہ اور ہم مشرب ثناء اللہ اور موجد و موجز خط ہیں۔ ملتانی) سے شہادت لی جائے۔ مگر اس تحقیق میں دو وکیل ہوں گے۔ ایک ہمارا اور دوسرا آپ کا۔ اگر ضرورت ہو۔ تو ایک غیر جانبدار شخص بھی رکھ لیا جائیگا اس تحقیق میں کسی سوال جواب کی اجازت نہ ہوگی۔ صرف یہ پوچھا جائے گا۔ کہ کیا یہ عبارت آپ کی ہے؟ واضح رہے۔ کہ مولوی مولا بخش صاحب گواہ نمبر ۲ آجکل راولپنڈی کی جامع مسجد میں خطیب ہیں۔

اس تحقیق کے لئے تاریخ پرچہ ہذا سے تین دن تک (یعنی ۹ فروری تک۔ ملتانی) مہلت دی جاتی ہے اس کے بعد ہم کوئی عذر نہیں سنیں گے (بڑی اونچی سرکار ہے۔ ملتانی) آپ کا وکیل خلیفہ صاحب قادیان سے وکالت نامہ حاصل کر کے اپنے ہمراہ لے آئے۔ (اس کے امرتسر آنے کی تاریخ سے ایک دن پہلے ہمیں اطلاع دی جائے ..... اگر آپ نے مدت مقررہ تک ایسا نہ کیا۔ تو پھر آئندہ اس بارہ میں کوئی بات نہیں سنی جائیگی"۔ (چلو سستے چھوٹے۔ ملتانی)

ناظرین! کیا ہی زبردست معقول اور نہایت ہی آسان تجویز ہے۔ اسی طرح پہلے بھی ایک ابوالوفا شیخ چلی صاحب فاضل کی مشہور و معروف تجویز چلی آرہی ہے۔ کہ انہوں نے میاں بگلے بھگت کو پکڑنے کیلئے یہ آسان تجویز نکالی۔ کہ اول میاں بگلے بھگت کے سر پر جا کر موم رکھ دی جائے۔ پھر آہستہ سے اسکو ماچس جلا کر لگا دی جائے۔ بس جس وقت موم پگھل کر اسکی آنکھوں میں پڑے گی۔ وہ آنکھیں بند کر لیگا۔ تو اس کو فوراً پکڑ لو۔ کیا ہی آسان تجویز ہے۔ اس سے تو یہ ثابت ہوا۔ کہ آریوں کا مسئلہ تناسخ حق ہے۔ کیونکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پرانے زمانے اور ہمارے زمانے کے ابوالوفاؤں کی تجویزیں بالکل مطابقت کھاگئیں۔ گویا کہ ایک ہی دل و دماغ سے نکلی ہوئی ہیں۔ یا یہ کہ پرانے ابوالوفا کی روح ہمارے زمانہ کے ابوالوفا میں آگئی ہے۔

ناظرین! اگر اس عقل و دانش سے مولوی فاضل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایمان نہ لادیں۔ تو پھر جائے تعجب کیوں۔ بجائے اس کے کہ مولٰنا چلّی صاحب اصل خط کو جو ان کی بغل میں موجود ہوگا۔ نکال کر اپنے بغلی کاتب کے سپرد کرتے اور اسکا عکس اتروا کر اخبار میں شائع کر دیتے۔ یا کسی مصلحت سے اس کا عکس شائع کرنے میں معذور تھے۔ تو مطالبہ کنندہ کو اپنے ہاں امرت سر میں حاضر خدمت ہونے کی دعوت دیتے۔ کہ آکر دیکھ جاؤ۔ اور مرزا سلطان محمدؐ صاحب کے خط سے مقابلہ کر کے ہمارے کذب اور راستی کی تصدیق کر جاؤ۔ یوں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ مطالبہ کنندہ مع وکیل کے پٹی چلیں۔ ادھر مولانا چلی صاحب مع وکیل اور ایک غیر جانبدار شخص کے خرچ کثیر کر کے پٹی چلیں۔ پھر اسی پر بس نہیں۔ بلکہ اگر خدانخواستہ مرزا سلطان محمدؐ صاحب امرتسری فاضل کے حسب منشاء جواب نہ دیں۔ تو پھر ان چار گواہوں کو جن میں سے کسی کا راولپنڈی ہونا بتلاتے ہیں۔ اور کسی کا امرت سر میں۔ ان سب کے پاس جگہ بجگہ حاضر ہو کر شہادتیں لیں۔ اور پھر ساتھ ہی یہ بھی تاکیدی ارشاد ہے۔ کہ اس چلیانہ تجویز پر عملدرآمد کیلئے صرف تین روز کی مہلت ہے۔ اس کے بعد شنائی سرکار میں پھر کوئی شنوائی نہ ہوگی۔ خدا جانے ثناء اللہ کو تین کا عدد کیوں پسند آگیا۔ شاید عیسائیوں سے مشابہت تامہ کی بدولت۔ ورنہ احقاق حق کے لئے تین روز کی اقل ترین مہلت چہ معنے دارد۔

سبحان اللہ کیا ہی آسان اور معقول تجویز ہے۔ کاش کہ یہ تجویز چند روز پیشتر پیش فرماتے۔ تو مجھے یقین کامل ہے۔ کہ گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے جو پچھلے دنوں مستحقین کو خطابات تقسیم فرمائے گئے ہیں۔ حروف تہجی کے چند الفاظ آپ کو بھی مل جاتے۔ اور ان خطابات کی فہرست میں ایک نہایت ہی بیش بہا اضافہ ہو جاتا۔ ایسا صحیح اور صاف اور پالش شدہ دماغ ہرگز اس لائق نہیں۔ کہ ڈھاب کھٹیکاں کے کنارے پر مچھروں کی بو چھاڑ کا تختۂ مشق بنا رہے۔ بلکہ اس لائق ہے کہ لنڈن یا پیرس کے عجائب گھر میں یا مصر کی فرعونی ممیوں کی نمائش گاہ کے عین وسط میں اسکو پیوست کیا جائے۔ اور اس پر تین حرف تین طرفوں سے چسپان کئے جاویں۔ کیونکہ تین سے اس دماغ کو خاص انس اور لگاؤ ہے۔

میرے مہربان امرتسری صاحب! آپ کو اتنی لمبی چوڑی تکلیف فرمائی کی ہرگز ضرورت نہ تھی۔ آپ اپنے اس قدیمی نیازمند ملتانی کو ہی یاد فرما کر انتخاب کر لیتے۔ کہ خاکسار ہی آپ کی تسکین دماغ کے لئے کافی و وافی تھا۔ کیونکہ آپ کی تجویز کی تفصیل سے یہ بخوبی واضح ہے۔ کہ خود آں بدولت کو بھی اس تجویز کی تکمیل پر یقین نہیں۔ کیونکہ اس میں تضاد و محالات کا ڈھیر موجود ہے۔ اور آپ کو یقین ہے۔ کہ مرزا سلطان محمدؐ صاحب ہرگز ہرگز ثناء اللہ صاحب کی مرضی کے مطابق جواب نہ دے سکیں گے۔ کیونکہ آخر وہ ایک شریف النسل انسان ہیں۔ خلاف واقع کس طرح ان کی ضمیر کہنے کو تیار ہو سکتی ہے۔ آجا کے بھانڈا چنڈال چوکڑی کے سر پر ہی پھوٹیگا ادھر ارشاد قرآنی فاذا جاءکم فاسق بنبإ فتبینوا موجود ہے۔ یہاں تو چاروں کے چاروں اس سے بھی اعلیٰ وارفع شان رکھتے ہیں۔ ایسی صورت میں ایسی معقول بروزن مجہول تجویز پیش کرنا ایک طرح کی اپنی پردہ دری کرانا ہے۔ بالفاظ دیگر مطالبہ سے عہدہ برآ نہ ہونے کا ناطق ثبوت ہے۔ جس کا صاف نتیجہ یہ ہے۔ کہ

(الف) مرزا سلطان محمدؐ صاحب نے ثناء اللہ اینڈ کو کو کوئی خط کسی ایسے مضمون کا لکھ کر نہیں دیا۔ جو ثناء اللہ کی اشک شوئی کا موجب ہو سکے۔

(ب) جو خط ثناء اللہ اپنے اخبار میں پیش کرتا رہتا ہے۔ وہ جعلی اور ثناء اللہ اینڈ برادرس کی ایجاد بندہ ہے۔

پس اگر کوئی خط ہے۔ تو فأتوا ان کنتم صٰدقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التي وقودها الناس والحجارۃ۔ پھر کبھی بھولے سے بھی اپنے اس مصنوعی اور جعلی خط کا نام نہ لو ورنہ رہی سہی فاضلیت کی کہنہ اور پارینہ دستار فضیحت کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اڑ کر خاک میں ملا دی جائیں گی۔

دیرینہ نیازمند خاکسار ملتانی ۲/۳۷ ۸۔

پیغامی مشن

مسیح موعود نبی اللہ

"دوستو! اک نظر خدا کے لئے"

خدا کیلئے اس مضمون کو اول تا آخر پڑھو۔ اس میں نبوت مسیح موعود کو مسیح موعود کی ہی تحریروں سے پیش کیا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پوری طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا۔ اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا۔ اور اسکی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا۔ اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔" (نزول المسیح صـ۲۶)

پس ذیل کے ان امور کو غور سے مطالعہ کرو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تم خدا کی جناب میں متکبر گردانے جاؤ۔

نبوت کی تعریف عام معنوں سے

"نبوت صرف آئندہ کی خبر دینے کو کہتے ہیں۔ جو بذریعہ وحی والہام ہو۔" (چشمہ معرفت صـ۱۸۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور

"نبی ایک لفظ ہے۔ جو عربی و عبرانی میں مشترک ہے۔ یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں۔ اور یہ لفظ ناباسے مشتق ہے۔ جس کے یہ معنے ہیں۔ خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

(نوٹ) مندرجہ بالا تعریف نبوت عام معنوں کے روسے ہے۔ لہذا اس قسم کی نبوت کو جو محض لغوی معنوں سے ہی متحقق ہو۔ "نبوت جزویہ یا ناقصہ" کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے۔

۲۔ نبوت کی تعریف اصطلاح شریعت کے رُو سے

۱۔ خدا کی اصطلاح۔ "خدا کی یہ اصطلاح ہے۔ کہ کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔ یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہوں"۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۵)

۲۔ نبیوں کی اصطلاح۔ "جبکہ مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت و کمیت کے روسے کمال درجہ تک پہنچ جاوے۔ اور اس میں کوئی کمی و کثافت نہ ہو۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو۔ تو وہی دوسرے لفظوں میں "نبوت" کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے"۔ (الوصیت صـ۱۲)

۳۔ اسلام کی اصطلاح۔ "ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالےٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا عشق بھی ہو۔ ایسے کو اصطلاح اسلام میں نبی اور رسول اور محدث کہتے ہیں۔ اور خدا کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور خارق ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اکثر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں"۔ (لیکچر سیالکوٹ صـ۲)

۴۔ مجددین کی اصطلاح۔ مجدد صاحب سرہندی نے لکھا ہے:۔

"جس شخص کو بکثرت مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جاوے۔ اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاویں۔ وہ نبی کہلاتا ہے"۔ (حقیقۃ الوحی صـ۲۹)

۵۔ زبان کی اصطلاح۔ "عربی و عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں۔ کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا ہو۔ اور بغیر کثرت کے یہ معنی متحقق نہیں ہو سکتے"۔ مکتوب مندرجہ اخبار عام

۶۔ قرآن کی اصطلاح۔ "جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے۔ بالضرورت اس پر مطابق آیت فلا یظہر علیٰ غیبہٖ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا"۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

۷۔ مسیح موعود کی اصطلاح۔ "ہم خدا کے ان کلمات کو جو نبوت یعنی پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں۔ نبوت کے اسم سے موسوم کرتے ہیں۔ اور ایسا شخص جسکو بکثرت ایسی پیشگوئیاں بذریعہ وحی دی جاویں۔ اس کا نام ہم نبی رکھتے ہیں"۔

نوٹ:۔ مندرجہ بالا نبوت کی اصطلاح شریعت کے روسے ہے۔ لہذا ایسی نبوت کو دوسرے لفظوں میں نبوت کاملہ تامہ کہتے ہیں۔

۳۔ نبوت کی تعریف خدا کے حکم سے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں۔ میں اسکی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں"۔ (حقیقۃ الوحی صـ۶۸)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"نبی اسکو کہتے ہیں۔ جو خدا کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے"۔ (چشمہ معرفت صـ۱۸)

پس معلوم ہوا

کہ کوئی اور تعریف اس کے برخلاف یا اس کے بالمقابل قابل سماعت نہیں۔ کیونکہ نبی کی یہ تعریف حکم خداوندی سے تقویت پاکر نص صریح کے طور پر ہے۔ لہذا نص محکم کو چھوڑ کر متشابہات کی طرف دوڑنا تقویٰ سے بعید ہے۔

۴۔ کثرت اظہار امور غیبیہ منجانب اللہ کو نبوت نہ سمجھنا نادانی ہے

(از مسیح موعود)

"ہمارے مخالف مسلمان مکالمہ الٰہیہ کے قائل ہیں۔ لیکن اپنی نادانی سے ایسے مکالمات کو جو بکثرت پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں۔ نبوت کے نام سے موسوم نہیں کرتے۔ حالانکہ نبوت آئندہ کی خبر دینے کو کہتے ہیں۔ جو بذریعہ وحی و الہام ہو"۔ (چشمہ معرفت صـ۱۸۱)

۵۔ پہلے انبیاء علیہم السلام کے نبی کہلانے کی وجہ

(از مسیح موعود)

"منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں۔ جن کے روسے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے"۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

اور نیز فرمایا۔

"کیا سورۃ فاتحہ میں وہ نعمت جو خدا تعالےٰ سے مانگی گئی ہے۔ جو نبیوں کو دی گئی تھی۔ وہ درم و دینار ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کو مکالمہ و مخاطبہ کی نعمت ملی تھی۔ جس کے ذریعہ سے ان کی معرفت حق الیقین کے مرتبہ تک پہنچ گئی تھی۔ (براہین احمدیہ صـ۱۳۹)

۶۔ نبی کے لئے شرائط ضروریہ

ایک نبی اور غیر نبی میں امتیاز کرنے کے لئے لازمی ہے۔ کہ چند ایک اور ایسی باتیں ہوں۔ جس سے انسان نبی اور اس کے غیر میں بیّن فرق کر سکے۔ سو وہ شرائط جس سے متصف ہو کر ایک پاکباز انسان شرعی اصطلاح میں نبی کہلا سکتا ہے۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ (از مسیح موعود)

۱۔ "نبی کا رسول ہونا شرط ہے۔ کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو۔ تو پھر غیب مصفّٰی کی خبریں اس کو مل نہیں سکتیں"۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

۲۔ "نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی"۔ (حقیقۃ الوحی صـ۳۹۱)

۳۔ "نبی کے لئے لازمی ہے۔ کہ خدا اسکی وحی کو لوگوں کے لئے مدار نجات ٹھہراوے۔ یعنی اسکی وحی کو دوسرے انبیاء علیہم السلام کی وحی کی طرح شرعی حجت مقرر کرے چنانچہ مسیح موعود فرماتے ہیں۔ "خدا نے میری وحی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میری تعلیم۔ اور میری بیعت کو مدارِ نجات ٹھہرایا ہے جس کے کان ہوں سنے۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے"۔

۴۔ "خدا اپنی وحی میں اس کا نام نبی رکھے۔ جیسے کہ فرمایا۔ "اور انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں"۔ (مکتوب اخبار عام)

۵۔ "وحی نبوت کی نسبت ضروری ہے۔ کہ بعض کلمات پیش کر کے یہ کہا جاوے۔ کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ہمارے پر نازل ہوا ہے"۔ (اربعین صلا)

پس یہ صفات ہیں۔ جن سے کامل طور سے متصف ہو کر ایک خدا کا برگزیدہ بندہ نبی کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔

۷۔ نبی کی سچائی کو پہچاننے کے طریقے

(از حضرت مسیح موعود)

"ہر ایک نبی کی سچائی تین طریقوں سے پہچانی جاتی ہے (اول) عقل سے دیکھنا چاہیئے۔ کہ جس وقت وہ نبی یا رسول آیا ہے۔ عقل سلیم گواہی دیتی ہے یا نہیں کہ اس وقت اس کے آنے کی ضرورت بھی تھی یا نہیں؟ (دوم) پہلے نبیوں کی پیشگوئیاں۔

(سوم) نصرت الٰہی اور تائید آسمانی۔

سو اب یہ تینوں علامتیں خدا نے میری تصدیق کے لئے ایک ہی جگہ جمع کر دی ہیں۔ اب چاہو تم قبول کرو یا نہ کرو"۔ (لیکچر سیالکوٹ صنہ)

۸۔ مدعی نبوت کیلئے ایک نہایت ہی صحیح پیمانہ

(از مسیح موعود)

"میں بار بار کہتا ہوں۔ کہ صادقوں کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے۔ اور ہرگز ممکن نہیں۔ کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ نبوت کے موافق یعنی ۲۳ برس تک مہلت پا سکے۔ بلکہ ضرور ہلاک ہوگا۔ × × × اور خدا تعالےٰ کا یہ قول لو تقوّل علینا محل استدلال پر ہے۔ اور منجملہ دلائل صدق نبوت صدق نبوت کے یہ بھی ایک دلیل ہے"۔ (اربعین صلا)

اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ معیار محض مدعی نبوت و رسالت کے لئے ہے۔ جیسے کہ مسیح موعود نے فرمایا۔

"اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ آیت رسولوں[1] اور نبیوں اور مامورین کی نسبت ہے۔ × × لیکن ایک ایسا شخص جو اپنے تئیں مامور من اللہ ہونے کا دعوےٰ کر کے قوم کا مصلح قرار نہیں دیتا۔ اور نہ نبوت اور رسالت کا مدعی بنتا ہے۔ وہ قابل التفات نہیں"۔ (اربعین ۳ صلا)

دیانندی مشن

تناسخ

(۵)

ابطال تناسخ میں دلیل چہارم

ایک چھوٹے بچے کو نمونیا ہو جاتا ہے۔ اور وہ چند روز تک سخت تکلیف میں مبتلا رہتا ہے۔ آریہ صاحبان بتلائیں۔ کہ ایک ننھے بچے کو سزا دینے کا کیا مقصد کیا وہ بچہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ مجھے جو تکلیف دی جا رہی ہے۔ وہ میرے سابقہ جنم کے گناہوں کی وجہ سے مل رہی ہے۔ اگر وہ نہیں سمجھ سکتا۔ تو کیا اس میں اصلاح ہو سکتی ہے۔ اور کیا خدا اتنے ننھے بچے کو سزا دیکر عقلمند اور عادل کہلا سکتا ہے۔ یہ سن کر آریہ دوست فرمایا کرتے ہیں۔ کہ اس جنم کی تمام تکالیف پہلے جنم کے بُرے کرموں سے نہیں ہوتیں۔ قانون قدرت کی خلاف ورزی سے بھی تکالیف ہو جایا کرتی ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ بچہ تو ہے بے سمجھ۔ اور اپنے والدین کے اختیار میں۔ جس طرح وہ چاہیں۔ اسے رکھیں۔ قانون قدرت کی خلاف ورزی اگر کی ہے۔ تو والدین نے کی ہے۔ کہ بچے کو سردی وغیرہ سے محفوظ نہ رکھا۔ تکلیف کے مستحق تو وہ تھے۔ نہ کہ بچہ۔ مثلاً فرض کرو۔ کہ ہم ایک شخص کے سپرد اپنا بچہ کرتے ہیں۔ کہ احتیاط سے رکھنا۔ اور اس نے اپنی غفلت کی وجہ سے جیسی احتیاط بچے کی کرنی چاہیئے تھی نہ کی۔ اور بچہ گر کر زخمی ہو گیا۔ تو کیا ہمیں چاہیئے۔ کہ بچہ کو سزا دیں۔ یا کہ اسکو جس نے کہ بچہ کی احتیاط نہ کی۔ اس جگہ ممکن ہے۔ کہ آریہ دوست کہیں۔ کہ اگر والدین نے بچہ کو احتیاط سے نہ رکھا۔ تو انہیں بھی تو اسکی بیماری کے دوران میں سخت تکلیف رہتی ہے۔ میں اسکو تسلیم کرتا ہوں۔ کہ بیشک بچے کے والدین کو بھی تکلیف رہتی ہے۔ مگر سوال تو یہ ہے۔ کہ بچے کو کیوں تکلیف دی جاتی ہے۔ اس کا کیا قصور۔ اگر کہو کہ یہ قانون قدرت ہے (اور یہی جواب تم دیا کرتے ہو) اسکی خلاف ورزی کرنے والا خواہ علم رکھے یا نہ رکھے۔ کہ میں ایک ایسا کام کر رہا ہوں۔ جو کہ خلاف قانونِ قدرت ہے۔ پھر بھی تکلیف اٹھایا کرتا ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ بعض باتیں ایسی بھی ہیں۔ جو کہ خواہ ہم سے بے علمی کی حالت میں بھی ہو جاتی ہیں۔ لیکن ہم تکلیف پھر بھی اٹھاتے ہیں پس ثابت ہوا۔ کہ ہم بعض اوقات بے گناہ ہو کر بھی تکالیف میں مبتلا ہو جایا کرتے ہیں۔ کیونکہ کوئی کام بھی خواہ وہ کتنا ہی بُرا کیوں نہ ہو۔ اس وقت تک گناہ نہیں کہلاتا۔ جب تک کہ اس کے کرنے والا اسے بے علمی میں کرے۔ اب بے علمی بچے کی سب کو معلوم ہے۔ اور والدین کی بے علمی بھی ماننی پڑتی ہے۔ کیونکہ اگر انہیں ان احتیاطوں کا علم ہوتا۔ جن کے کرنے سے نمونیا نہیں ہوا کرتا۔ تو وہ ضرور ان پر عمل کرتے۔ لہذا ماننا پڑا۔ کہ بعض اوقات بے گناہ ہو کر بھی مصیبتیں اٹھانی پڑ جاتی ہیں۔ اب ثابت ہو گیا۔ کہ قانون قدرت کی خلاف ورزی خواہ بچے کریں یا بڑے۔ تاہم اسکی خلاف ورزی بھی موجب ہوا کرتی ہے ہماری بہت سی تکالیف کی۔ اب قانونِ قدرت کی خلاف ورزی سے اندھا ہونا۔ کانا ہونا۔ لنگڑا ہونا وغیرہ وغیرہ سب ممکن ہیں۔ لہذا یہ کہنا کہ اندھا ہونا یا کانا ہونا وغیرہ وغیرہ

[1] حضرت اقدس نے اپنی صداقت کا اسی آیت سے استدلال کیا ہے جسکو آپ نبیوں سے مختص قرار دیتے ہیں۔ پس ثابت ہوا۔ کہ آپ نبی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صرف پچھلے جنموں کی بداعمالیوں کی وجہ سے ہی ہیں۔ غلط ثابت ہو گیا۔ کیونکہ جس طرح بغیر بچے کے اپنے قصور کے اور صرف والدین کی غلطی کی وجہ سے بچے کو نمونیا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح والدین کی بے احتیاطیوں کی وجہ سے ان کے ہاں ایک اندھا یا کانا۔ یا لنگڑا یا اپاہج بچہ بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ اور وہ بھی پہلے کی طرح بغیر اپنے قصور کے۔

البطال تناسخ میں دلیل پنجم

عام مشہور ہے۔ کہ "ضرورت ایجاد کی ماں" ہے۔ اور یہ بالکل درست ہے۔ کیونکہ جب تک ہمیں ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ ہم کبھی بھی کسی چیز کی تلاش میں نہیں نکلتے۔ اب اگر وہ مل جاوے۔ تو فبہا ورنہ ہم ترکیبیں نکالتے ہیں۔ کہ کسی طرح ضرورت کو پورا کیا جاوے۔ اس طرح ایجادیں ہوا کرتی ہیں۔ اب تکالیف سے نجات پانے کی ترکیبیں سوچنا (یعنی سائنس کی معلومات یا اس کے اصولوں کو دریافت کرنا) سب ضروریات سے اہم ضرورت ہے۔ اِدھر اگر تناسخ کو صحیح مانا جاوے۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ جن دکھوں اور تکالیف نے آنا ہے۔ وہ ضرور آکر رہیں گی۔ کیونکہ جو خدا چاہتا ہے کہ ہو۔ وہ ضرور ہو کر رہے گا۔ مثلاً اگر وہ چاہتا ہے۔ کہ رام چندر دکھ اٹھائے۔ تو بالکل ناممکن ہے۔ کہ ہم اس کے دکھوں کو دور کر سکیں۔ اس لئے جب رام چندر پر کسی قسم کی تکلیف وارد ہو گئی۔ تو اس کے لئے علاج سوچنا یا اس کا علاج کرنا بے فائدہ بھی ہے۔ اور گناہ بھی۔ بے فائدہ تو اس لئے کہ ہم خواہ لاکھ جتن کریں۔ ہم خدا کی منشار کو پلٹ سکتے ہی نہیں۔ اور گناہ اس لئے کہ جب خدا چاہتا ہے۔ کہ رام چندر کو سزا دے۔ تو اس کی منشار کے خلاف کوشش کرنا گناہ ہے۔ جیسا کہ قید خانہ سے قیدیوں کو چھڑوانے کی کوشش کرنا جرم ہوتا ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہم دکھی لوگوں کے دکھوں کو دور کرنے میں اکثر اوقات کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ یا تو ہماری ترکیبوں کے سامنے خدا کی پیش نہیں جاتی۔ یا خدا خود چاہتا ہے۔ کہ جسے میں نے دکھ دے رکھا ہے۔ لوگ اس کا علاج کریں۔ پہلی بات تو بالکل ناممکن ہے۔ کہ ہم خدا پر غالب آجائیں۔ دوسری بھی ناممکن ہے۔ کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ ادھر تو وہ سزا بھی دے تاکہ جسے اس نے سزا دی ہے۔ اسکی اصلاح ہو جاوے۔ اور ادھر ہمیں اپنی منشار کے خلاف کامیاب بھی ہونے دے۔ جس طرح کوئی گورنمنٹ یہ نہیں پسند کرتی۔ کہ کوئی شخص ایسے لوگوں کو جیل خانہ سے چھڑوائے۔ جنہیں گورنمنٹ نے خود سزا دے رکھی ہے۔ پس اگر ایک دکھی شخص واقعی گناہ کی وجہ سے دکھ میں مبتلا ہے۔ اور اس کو دکھ دینے والا خود خدا ہے۔ تو ہم کبھی بھی اس کے دکھ دور نہیں کر سکتے لیکن ہم ایسے لوگوں کے دکھوں کو دور کرنے میں کامیاب ضرور ہوتے ہیں۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ خدا نے ایسے لوگوں کو سزا کے طور پر دکھ نہیں دیا۔ اور نہ ہی اسکی اصلاح مقصود ہے۔ بلکہ معاملہ کچھ اور ہی ہے۔ اور دکھ دینے کا مقصد بھی کچھ اور ہی ہے۔ اور یہ مقصد خواہ کچھ ہو۔ لیکن اتنا ضرور پتہ لگ گیا۔ کہ یہ سزا کے طور پر نہیں۔

ہمارے اپنے خیال میں بہت تکالیف خدا نے اس لئے پیدا کی ہیں۔ تاکہ لوگ علوم حاصل کریں۔ اور معلومات بڑھائیں۔ یعنی قانونِ قدرت کو سیکھیں ان کی وجہ سے سائنس کے اصول دریافت ہوتے ہیں۔

البطال تناسخ میں دلیل ششم

ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ اگر ایک گنہگار اپنے گناہوں سے باز آجائے دل سے توبہ کرے۔ اور پچتائے۔ تو اللہ تعالےٰ ایسے شخص کو معاف بھی کر دیتا ہے۔ لیکن آریہ صاحبان کے نزدیک یہ ناممکن ہے ہم پوچھتے ہیں۔ کہ جبکہ سزا کا مقصد بھی اصلاح ہے۔ اور سچی توبہ سے بھی اصلاح ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ ہم اکثر دیکھتے ہیں۔ کہ ایک بڑا گنہگار کسی کی نصیحت یا وعظ کو سنکر اپنے گناہوں سے پچتاتا ہے۔ دل سے توبہ کرتا ہے۔ اور آئندہ کے لئے نیک کام کرنے لگ جاتا ہے۔ اور ہمیشہ نیک کام کرتا رہتا ہے۔ اب ایسے شخص میں جو اصلاح کہ سزا کے ذریعہ ہو سکتی تھی۔ وہ توبہ کے ذریعہ ہو گی۔ اس نے گناہ کرنے ترک کر دیئے۔ اور نیکی کی راہ اختیار کر لی۔ تو اب اسے سزا دینے سے کیا حاصل۔ وہ تو سزا کے پہلے ہی درست ہو چکا۔ اب اسے سزا کیوں دی جاوے۔ کیا صرف انتقام کی غرض سے۔ اگر انتقام لینا نہیں۔ اور اصلاح مدنظر ہے۔ تو وہ ہو چکی۔

(باقی دارد)

عیسائی مشن

کفّارہ

(۱)

تعریف کفارہ عیسائیوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام جو بالکل بے گناہ اور معصوم تھے۔ اپنے پر ایمان لانے والوں کی خاطر جو اس وقت موجود تھے۔ یا مابعد میں عیسائی ہونیوالے تھے۔ ان سب کے گناہ اپنے سر پر اٹھا کر صلیب پر چڑھ گئے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ ضرورت اسکی کیا پیش آئی تھی۔ تو معلوم ہو۔ کہ عیسائی صاحبان اس طرح پر اسکو بیان کرتے ہیں۔ کہ "انسان گنہگار ہے۔ جس کا نتیجہ موت بلکہ جہنم کی سزا ہے۔ لیکن خدا رحیم ہے۔ وہ سزا دینا نہیں چاہتا۔ وہ عادل بھی ہے۔ اس لئے اس کے عدل کا تقاضا ہے۔ کہ انسان کو اس کے بداعمال کی سزا ضرور دی جائے۔ لیکن رحم اور عدل ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ تو اس مشکل کو بیٹے (یسوع) نے یوں حل کیا۔ کہ اس نے کہا۔ کہ میں بے گناہ ہو کر انسان کے بدلہ سزا بھگتتا ہوں۔ انسان کو چھوڑ دیا جائے۔ خدا نے یہ بات منظور کی۔ اس طرح سزا بھی پوری ہو گئی۔ عدل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پورا ہُوا۔ انسان بھی بچ گیا۔ رحم پورا ہُوا۔"

یہ ہے ضرورت کفارہ کہ جس کو مسیحی صاحبان بیان کرتے ہیں۔ اور میرے خیال میں اس سے بڑھ کر کوئی بات بے دلیل نہیں۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آیا عقل اس مسئلہ کو تسلیم کرتی ہے۔ یا دھکے دے دے کر اس کو اپنے مکان سے نکالتی ہے۔

اول کہا جاتا ہے۔ کہ کفارہ کے بغیر عدل قائم نہیں رہتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کفارہ خود عدل کے منافی ہے کیونکہ یسوع بے گناہ تھا۔ لیکن دوسرے کا بوجھ ان کے سر پر ڈالا گیا۔ کیا زید کا بوجھ بکر کے سر پر رکھ دینا عدل کے خلاف نہیں؟ اگر یہ کہا جائے۔ کہ حضرت مسیح خود رضامند تھے۔ تو ہم کہتے ہیں۔ کہ پھر وہ ساری رات روتے اور دعا کیوں کرتے رہے۔ کہ الٰہی یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے۔ اور اسی پر بس نہیں۔ بلکہ جب انہیں صلیب دیا گیا۔ تو اس وقت بھی وہ فرماتے ہیں۔ کہ ایلی ایلی لما سبقتانی۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ ہرگز رضامند نہ تھے۔ اور انہیں عدل کی خلاف ورزی کرتے ہوئے محض ظلم کی راہ سے صلیب پر لٹکایا گیا

دوم۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ بغیر سزا کی حد کے کسی نہ کسی طرح پورا کرانے کے مخلوق کو رحم کر کے چھوڑ دیتا۔ تو خلقت گناہ پر دلیر ہو جاتی۔ لیکن ہم تو دیکھتے ہیں۔ کہ کفارے کو مان کر کے بھی انسان نے دلیری نہ چھوڑی۔ بلکہ اسکی بدولت وہ اتنا دلیر ہُوا۔ کہ جس کی کوئی حد نہ رہی۔ برخلاف اس کے رحم کی امید میں انسان اتنی جرأت سے کام نہ لیتا۔ کیونکہ اس کو یہ شبہ رہتا۔ کہ شاید مجھ پر رحم ہوگا یا نہ ہوگا۔ اس لئے وہ اس ڈر میں ہی بدیوں سے بچنے کی کم از کم کوشش ضرور کرتا رہتا۔

سوم۔ کہا جاتا ہے۔ کہ گناہوں کی معافی کا کوئی ذریعہ سوائے کفارہ کے نہیں۔ لیکن ہم تو دیکھتے ہیں۔ کہ ہزاروں سامان گناہوں کی معافی کے خدا تعالےٰ نے مہیا فرما رکھے ہیں۔ دیکھا جاتا ہے۔ کہ جب انسان اپنی غلطی سے کوئی ایسی غذا کھا لیتا ہے۔ کہ جو اس کے معدہ کے ساتھ موافقت نہیں کرتی۔ تو فوراً اس کے معدہ میں درد شروع ہو جاتی ہے۔ تو گویا یہ ایک گناہ قانونِ قدرت کا وہ اپنے جسم کے متعلق کرتا ہے جس کی سزا اسے ملتی ہے۔ لیکن جب وہ اس کے علاج کی طرف رجوع کرتا ہے۔ تو اسے فوراً آرام آجاتا ہے۔ تو معلوم ہُوا۔ کہ غلطیوں کی اصلاح ہو سکتی ہے۔

پس جبکہ خدا نے جسم کے لئے جو آج ہے۔ تو کل نہیں۔ اگر کل ہے۔ تو پرسوں نہیں۔ اس قدر سامان مہیا فرما کر رکھے ہیں۔ کہ اس کو تکلیف نہ ہو۔ تو روح کے آرام کی خاطر کیا کچھ ضروریات بہم پہنچائی نہ ہونگی۔

چہارم۔ کیا کبھی کوئی ایسا معالج بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ ایک مریض مثلاً سر درد والا اس کے پاس علاج کے لئے آیا ہو۔ اور وہ اپنے سر پر پتھر اٹھا کر مار لے۔ ایسا کرنے والا ضرور مجنون سمجھا جاویگا پس کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص کسی دوسرے کے گناہ اٹھا کر اسکو سبکدوش کر دے۔

پنجم۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہمیشہ چھوٹی چیز بڑی چیز پر قربان کی جاتی ہے۔ مثلاً میدان جنگ میں سپاہی ہی ہوتے ہیں۔ جو آگے جا کر لڑتے ہیں۔ اور بادشاہ پیچھے رہتے ہیں۔ نہ کہ بادشاہ آگے اپنی جان معرضِ خطر میں ڈالتے۔ اور سپاہی پیچھے آرام سے بیٹھے ہوتے ہیں۔ ایسے ہی ہرا بھرا کھیت جانوروں پر قربان کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک کسان کا بیل بھوکا مر رہا ہو۔ اور اس کے کھیت میں چارہ بھی کھڑا ہو۔ تو وہ یہ کبھی نہیں کہے گا۔ کہ بیل سو روپیہ کا مرتا ہے۔ تو مر جائے۔ لیکن چارہ دس روپیہ کا میں اسے ہرگز نہ کھلاؤنگا۔

پس یہ بالکل ایک ناقابل تسلیم بات ہے۔ کہ یسوع جو ایک برگزیدہ انسان تھا۔ بلکہ بقول عیسائیوں کے نہ صرف خدا کا بیٹا بلکہ خود خدا تھا۔ وہ ہم گنہگاروں کی خاطر قربان کر دیا گیا ہو۔ (باقی دارد)

اکسیر حیات

امرت بُوٹی

امرت بوٹی ہر شخص کے لئے ایک نئی زندگی اور نئی طاقت و کامیابی کا زندہ پیغام ہے۔ بیرسٹروں ججوں۔ وکیلوں۔ طالب علموں۔ کلرکوں کے لئے حیات بخش ہے۔ **غلط کار نوجوانوں**۔ جریان کثرت احتلام۔ کمی باہ کا تریاق ہے۔ بے زبان عورتوں کی بے قاعدگی ایام ماہواری۔ سفید رطوبت بے اولادی کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ تازہ خون پیدا کرنا اور جسم کا وزن بڑھا دینا اس کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ ہر موسم میں ہر عمر والے انسان کے لئے کامیاب ہے۔ قیمت 50 گولی عہ

منیجر احمدیہ یونان فارمیسی جالندھر چھاؤنی (پنجاب)

تندرستی

تندرست دانتوں اور مضبوط مسوڑوں پر منحصر ہے

پائیرس ٹوتھ پوڈر ع۱

دانتوں کو مضبوط کرتا ہے۔ اگر وہ جگہ نہ چھوڑ چکے ہوں ان کو اپنی جگہ پر جما دیتا ہے۔ منہ سے بدبو آنے کو روکتا ہے۔ پائیریا کے جراثیم اس سے مر جاتے ہیں۔ سرد گرم پانی اگر دانتوں میں درد کرتا ہو۔ تو اس سے آرام آجاتا ہے۔

پائیرس پوڈر ع۲۔ دانتوں کو موتیوں کی طرح چمکا دیتا ہے۔ خوشبودار ہے۔ دانتوں کی میل کو کاٹ کر مضبوط کرتا ہے۔ قیمت ہر دو پوڈر۔ بارہ آنے۔

منیجر احمدیہ یونان فارمیسی جالندھر چھاؤنی (پنجاب)

خواب نامہ کلاں۔ خوابوں کی تعبیر کے متعلق اردو زبان میں ایسی جامع کوئی کتاب نہ تھی۔ جسمیں خواب کی تعبیر معلوم کی جا سکے۔ اس لئے اس کتاب میں جو ۷۹۲ صفحات کی ہے۔ خوابوں کی تعبیریں عربی فارسی کتابوں سے ترجمہ کر کے جمع کر دی ہیں۔ قیمت ۸ع علاوہ محصول ڈاک۔ منیجر فاروق سے طلب کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احراری مشن

کیا مولوی مظہر علی اظہر کے شائع شدہ خطوط جعلی ہیں

دلائل و توجیہات کی دلچسپ بحث

مولوی مظہر علی اظہر کے پہلے خط کے شائع ہونے کی افواہ اڑی۔ تو انہوں نے پیش بندی کے طور پر یہ اعلان کر دیا۔ کہ خط جعلی ہے۔ اور جب خط شائع ہو گیا۔ اور اسکا چربہ بھی مولوی صاحب کے سامنے آگیا۔ تو پھر بھی انہوں نے اسکو جعلی ہی قرار دیا۔ مولوی صاحب کی اس انوکھی جرأت کو دیکھکر کامریڈ محمد حسین نے اپنی اس ذمہ واری کو جو خط کے شائع کرنے سے ان پر عاید ہوتی ہے۔ واضح کرتے ہوئے نہ صرف یہ دعویٰ کیا۔ کہ وہ ہر وقت ہر جگہ اور ہر ممکن صورت سے یہ ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ خط مولوی مظہر علی اظہر ہی کا ہے۔

مولوی مظہر علی اظہر اور ان کے شرکائے کار ابھی پہلے ہی خط کی سیاہی دھونے کی تیاریاں کر رہے ہوں گے۔ اور سوچ رہے ہوں گے۔ کہ بدنامی کے اس کلنک کو مجلس احرار کے ماتھے سے کس طرح دور کیا جائے۔ کہ کامریڈ موصوف نے مولوی صاحب کا ایک اور خط شائع کر دیا۔ یک نہ شد دو شد۔ اب کریں تو کیا کریں۔ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔ آخر خاموشی میں مصلحت سمجھی ہوگی۔ یا انتخابی سرگرمیوں کی وجہ سے اس طرف توجہ کرنے کی فرصت نہ ہوئی۔ بہرحال جو کچھ بھی ہُوا۔ احراری خاموش ہو گئے۔

تصویر کا ایک رخ

لیکن "احسان" نے ان خطوط کو جعلی ظاہر کرنے میں بڑی بڑی موشگافیاں کی ہیں۔ اور اس نے مجلس احرار کی وکالت کا حق خوب ادا کیا ہے۔ اگر مجلس احرار کا حق اس پر نہ بھی ہو۔ پھر بھی ایک اخبار نویس ہر وقت آزاد ہے۔ کہ جب چاہے۔ کسی معاملے پر اظہار رائے کرے۔ لیکن اخبار نویس کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ تصویر کے دونوں رُخ دکھائے۔ اگر "احسان" یہ کہتا ہے کہ خطوط جعلی ہیں۔ اور ان کو جعلی ثابت کرنے کے لئے وہ قرائن کی جستجو کرتا ہے۔ تو کیا اس کا یہ فرض نہیں۔ کہ وہ ایک لمحہ کے لئے یہ بھی سوچے۔ کہ ممکن ہے۔ کہ یہ خطوط اصلی ہوں۔ اور وہ اس امکانی صورت پر بھی دو حرف لکھدے۔

"احسان" نے اس معاملے میں صحافتی ذمہ واریوں کو بالائے طاق رکھکر صحیح جنبہ داری کا ثبوت دیا ہے اور اس کے دلائل لاکھ قوی اور وزنی ہوں۔ لیکن یہ ظاہر ہے۔ کہ اس کے دلائل کی بنیاد صرف مولوی مظہر علی کے انکار پر ہے۔ اور اس کے پاس خطوط کے جعلی ہونے کا کوئی قطعی ثبوت نہیں۔ یہ دلیل کہ ۲۴ جولائی ۳۵ء کو مولوی صاحب گورداسپور میں نہیں تھے۔ اس لئے خط جعلی ہے۔ یقیناً ایک وکیلانہ توجیہ ہے۔ اور جب تک ثابت نہ ہو جائے۔ کہ اس دن مولوی صاحب گورداسپور میں نہیں تھے یہ توجیہ قابل تسلیم نہیں ہو سکتی۔ کیا "احسان" کسی معتبر شہادت سے یہ ثابت کر سکتا ہے۔ کہ ۲۴ جولائی ۳۵ء کو مولوی صاحب گورداسپور میں نہیں تھے۔

فیصلے کی صورتیں

اب سوال یہ ہے۔ کہ خطوط کے اصلی اور جعلی ہونے میں جو اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ وہ کیونکر رفع ہو سکتا ہے۔ جو تجاویز اس اختلاف کو رفع کرنے کے لئے پیش کی جا چکی ہیں۔ اگر مجلس احرار کو وہ منظور ہوں۔ تو فیصلہ آسانی سے ہو سکتا ہے۔ سرکاری عدالت کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ اور قومی عدالت کی تشکیل یا حَکَم کے انتخاب میں کوئی دقت نہیں پیدا ہو سکتی۔ کامریڈ محمد حسین کو یہ دونوں صورتیں منظور ہیں۔ مجلس احرار کو اختیار ہے۔ کہ ان دونوں میں سے جس صورت کو چاہے۔ پسند کرے۔

اگر اس معاملہ کو بھی تحریک مسجد شہید گنج کی طرح تقریروں اور تحریروں میں سے ٹال دینا اور سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کر دکھانا منظور ہو۔ تو گو یہ راستہ بھی کھلا ہے۔ مگر اس راستے میں قدم رکھنے سے پہلے یہ سوچنا پڑے گا۔ کہ ان خطوط سے جو کچھ ظاہر ہو رہا ہے۔ کیا وہ حقیقت نہیں۔ اور جو خیالات اور جذبات ان جعلی خطوط میں پائے جاتے ہیں۔ کیا مجلس احرار یہی خیالات و جذبات بار بار مسلمانوں کے سامنے ظاہر نہیں کر چکی۔ اگر سچ پوچھیں۔ تو میرے نزدیک اور ہر شخص کے نزدیک صرف یہی خیالات اور جذبات ہی خطوط کو اصلی ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔

تصویر کا دوسرا رخ

میرے خیال میں ان خطوط کا جعلی ہونا دو حیثیتوں سے ہو سکتا ہے۔ ایک کتابت کے لحاظ سے یعنی مولوی مظہر علی اظہر نے خطوط نہیں لکھے۔ اور دوسرے نفس مضمون کے لحاظ سے یعنی مولوی صاحب کے یہ خیالات نہیں۔ تو نفسِ مضمون کے لحاظ سے ان خطوط کی صحت سے مجلس احرار انکار نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ڈیڑھ سال سے انہی خیالات اور جذبات کا اظہار کر رہی ہے۔ جو خطوط میں پائے جاتے ہیں۔ رہا کتابت کا معاملہ تو اس کے متعلق اگر قرائن پر ہی بحث کرنا ضروری ہے۔ تو کیا یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ہم ان خطوط پر ہر پہلو سے غور کریں۔

مولوی محمد شفیع کہاں ہیں

مثلاً ہم سب سے پہلے مولوی محمد شفیع صاحب سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دریافت کریں۔ کہ وہ کیا فرماتے ہیں۔ کیا وہ حلفیہ یہ کہنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ جن "نشیب و فراز" کا ذکر اس "جعلی" خط میں ہے۔ وہ محض ایک بناوٹی کہانی ہے۔ اور یہ کہ مولوی مظہر علی نے ان کو چودھری صاحب کے لئے وہ پیغام نہیں دیا۔ جس کا حوالہ خط میں دیا گیا ہے۔ کیا یہ مقام حیرت نہیں۔ کہ مجلس احرار کا نام بدنام ہو رہا ہے۔ اسکی شہرت مٹی میں مل رہی ہے۔ اور مولوی محمد شفیع کو اب تک یہ جرأت نہیں ہوئی۔ کہ وہ اتنا تو کہدیتے۔ کہ خط میں جو حوالہ ان کے متعلق دیا گیا ہے۔ وہ بالکل غلط ہے۔

قرائن پر بحث کرنے والوں کو یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ جعلی خطوط لکھنے والے کو یہ کیونکر جرأت ہو سکتی ہے۔ کہ وہ دو آدمیوں یعنی کاتب اور مکتوب الیہ کے درمیان ایک تیسرے آدمی کو تردید کرنے کے لئے خود ہی گواہ بنالے۔ تاکہ اسکی جعل سازی آسانی سے ثابت ہو سکے۔

پھر خط میں مولوی مظہر علی اظہر کے کسی دورہ کا بھی ذکر ہے۔ کیا اتنی بڑی جعل سازی کرنے والا آدمی ایسا ہی کچا ہے۔ کہ اس نے خط لکھتے وقت یہ نہ سوچا۔ کہ اگر مولوی صاحب کا دورہ جو کوئی چھپی ہوئی چیز نہیں۔ ثابت نہ ہو سکا تو سخت کرکری ہوگی۔ اور تعین مقام (گورداسپور) اور تعین تاریخ (۱۲ جولائی ۳۵ء) تو ایسی چیزیں ہیں۔ جن سے کسی واقعہ کی صحت اور عدم صحت خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے۔ لیکن جعل ساز نے جب ان کو بھی ضروری سمجھا۔ تو سوچنا چاہیئے۔ کہ اس نے یہ دلیری کیونکر کی۔

(زمیندار)

درخواست دعاء (۱) عاجز کی والدہ صاحبہ عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ احباب انکی صحت کاملہ کیلئے درد دل سے دعا فرمادیں۔ (ب) ملک عنایت اللہ خانصاحب (دھوری ریاست پٹیالہ) کی تلاش روزگار میں کامیابی اور انکی ہمشیرہ حمیدہ خانم صاحبہ کی صحت کاملہ کیلئے دعا فرمادیں۔ (ج) ڈاکٹر ملک محمد رمضان صاحب (فوجی ہسپتال بنوں) کی صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں (د) میری دینی و دنیاوی ترقیات کیلئے بھی دعا فرمادیں۔ (ملک حبیب حسن قادیان)

انتخابی مہم کے چند ضمنی نتائج

پنجاب میں اسمبلی کے انتخابات کا بخار اپنی انتہائی حدت و شدت کو پہنچ کر تقریباً اتر چکا ہے۔ امیدواروں کی کامیابی و ناکامیابی کا نتیجہ تو چند روز کے بعد برآمد ہوگا۔ مگر اس انتخابی مہم کے چند ضمنی نتائج ایسے برآمد ہوئے ہیں۔ جو نہایت دلچسپ ہیں۔ یہ نتائج اس تحریری اور تقریری پروپیگنڈے سے اخذ کئے گئے ہیں۔ جو اس میدان میں متحاربین کی طرف سے کیا گیا۔ اس پروپیگنڈے نے ہر ایک فریق کی اس ذہنیت اور اخلاقی حالت کو قطعاً عریاں کر دیا۔ جو کہ اس سے قبل ہزار پردوں کے اندر پوشیدہ رکھی جاتی تھی۔ اس عریانی میں سب سے پہلی جماعت جو ہمارے سامنے آتی ہے۔ وہ مجلس احرار ہے مجلس احرار نے گذشتہ چند سال سے قادیانیوں کی بیخ کنی۔ مکمل آزادی کی رٹ۔ تبلیغ اسلام کی اجارہ داری۔ اتحاد بین المسلمین کی غوغائیت۔ قلمدان وزارت حکومت پنجاب کی تمنا۔ مسجد شہید گنج کی تحریک سے مسلم پبلک کو علیحدہ رکھنے میں ہی مسلمانوں کی بھلائی وغیرہ وغیرہ درجنوں حجابات کے بعد لبادہ اوڑھ کر مسلم پبلک کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ رکھا تھا۔ مگر انتخابات کی تیز و تند آندھی کے دو چار ہی جھونکوں نے مجلس احرار کے ان حجابات کو اڑا کر "چوں دم برداشتہ مادہ برآمد" کا مصداق بنا دیا۔ انتخابات سے قبل جب کبھی اس مجلس کے ذمہ واران اکین سے گفتگو کرنے کا موقع ملتا تھا۔ تو وہ نہایت وثوق کے ساتھ یہ کہتے ہوئے سنے جاتے تھے۔ کہ پنجاب میں کم از کم ۱۵ سیٹ پر ہمارا قبضہ ہوگا۔ اور قلمدانِ وزارت اگر تینوں کے تینوں نہیں۔ تو دو تو حتمی طور پر ہمارے ہاتھ میں ہوں گے۔ مگر جب مجلس احرار کو ۵ سیٹ کے لئے امیدوار کھڑے کرنے پڑے۔ تو بمشکل تمام نصف درجن امیدوار ہاتھ لگے۔ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ ان میں سے کتنے کامیاب ہوں گے۔ بفرض محال نصف درجن ہی کامیاب ہو جائیں۔ تو یہ کونسے قلمدانِ وزارت پر قبضہ کریں گے؟ از حد رنج اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ جس وزارت کے سبز باغ دیکھ کر اور پبلک کو دکھا کر مجلس احرار نے شہید گنج تحریک سے مسلمانوں کو الگ رکھا۔ وہ سبز باغ آج ہمیں اجڑا ہوا نظر آتا ہے۔ سچ ہے۔

"گئے دونوں جہان سے پانڈے
نہ ادھر حلوا نہ ادھر مانڈے"

۲۔ مجلس احرار نے قادیانیوں کے کندھے پر رکھ کر جس قدر فائر کئے۔ اور جس قدر گولہ بارود صرف کیا۔ وہ اسراف اور تبذیر کی حد تک پہنچا ہوا ہے۔ انتہا یہ کہ انہوں نے اپنے سے اختلاف رائے رکھنے والے ہر ایک شخص پر اسی قادیانی بندوق کا فائر کیا۔ ممکن نہیں۔ کہ پنجاب یا ہندوستان میں کسی شخص نے دیانتداری کے ساتھ کسی معاملہ میں ان کے ساتھ اختلاف رائے کا اظہار کیا ہو۔ اور انہوں نے اسپر قادیانی یا قادیانی نواز کا فتویٰ نہ لگا دیا ہو۔ انتخابی مہم میں تو اس مجلس نے اس ہتھیار کا جا و بیجا اس قدر ناجائز استعمال کیا۔ کہ لوگوں کے دل میں قادیانیت کے لئے جو نفرت تھی۔ وہ جاتی رہی۔ اور انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ یہ محض مجلس احرار کی شرارت ہے۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ آج اگر قادیانیوں کے برخلاف کوئی بات سنجیدگی سے بھی کہی جاتی ہے تو سننے والے یہی نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ کہنے والا کوئی احراری ہے۔ آخر یہ کیوں ہوا؟ محض اس لئے کہ مجلس احرار نے تبلیغ کے میدان کو بھی الیکشن کا مترادف بنا لیا۔ یہ کسقدر افسوسناک اور کسقدر رنج دہ حقیقت ہے۔ جو آج ہمارے سامنے آرہی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۳۔ الیکشن پروپیگنڈا میں جو سٹیپ کا بند ثابت ہوا ہے۔ وہ ڈاکٹر سیف الدین کچلو کا مجلس احرار کے برخلاف یہ اعلان تھا۔ کہ مجلس احرار امرت سر میں پیدا ہوئی۔ امرت سر میں ہی اب اسکی قبر کھودی جائے گی۔ اور امرت سر میں ہی اس کے تابوت کی آخری میخ ٹھوکی جائے گی۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ اعلان جب بار بار "روزنامہ زمیندار" میں ہماری نظر سے گزرتا تھا۔ تو ہم سمجھتے تھے۔ کہ یہ بھی محض الیکشن پروپیگنڈا ہے۔ مگر جب امرت سر سے ہی مولٰنا مظہر علی اظہر کے خطوط کا چربہ شائع ہوا۔ تو امر واقعہ تو یہ ہے۔ کہ ہم تڑپ اٹھے۔ اور اس قدر صدمہ اور صدمہ کے ساتھ ہی اس قدر طبیعت میں اشتعال پیدا ہوا۔ کہ ایسے خطوط کے لکھنے والے کو زمین پر دوسرا سانس لینے کی مہلت کس طرح ملی۔ مگر پھر خیال آیا۔ کہ ممکن ہے۔ یہ بھی الیکشن پروپیگنڈا ہی ہو۔ اظہر صاحب کا بیان سن لینا چاہیئے۔ مگر مولٰنا اظہر کی طرف سے اس وقت تک جو بیان نکلا ہے۔ وہ ہرگز تسلی بخش نہیں ہے۔ اگر مولٰنا اظہر اپنی پوزیشن کو صاف نہیں کریں گے تو یہ یقینی امر ہے۔ کہ ان کے یہ دونوں خطوط مجلس احرار کے تابوت میں دو آخری میخیں ہوں گی۔ اس صورت میں چودھری افضل حق صاحب یا مولٰنا مظہر علی صاحب کو ہم کوئی مشورہ نہیں دیں گے۔ ہاں مولٰنا حبیب الرحمٰن اور مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب کو ہم خلوص اور نیک نیتی سے مشورہ دیں گے۔ کہ وہ مجلس احرار کو اسکی آخری منزل میں پہنچا کر دعاء خیر کر دیں۔ اور اگر آئندہ انہیں نے سیاسیات کے شغل کو جاری رکھنا ہو۔ تو وہ کانگریس میں شمولیت کریں۔ ان کے لئے موزون میدان اگر کوئی ہو سکتا ہے۔ تو وہ کانگریس اور صرف کانگریس ہے۔ اور اگر انہوں نے تبلیغ کے ہی میدان میں کام کرنا ہو۔ تو ان کو دو دو سال تک دار المصنفین اعظم گڑھ میں مولٰنا سید سلیمان صاحب ندوی کے پاس رہ کر کم از کم اتنا تو جان لینا چاہیئے۔ کہ وہ کون سے پان صد ہندو ممبر تھے۔ جن کو شاہانِ اسلام نے ہندوستان میں مسمار کیا تھا۔ اور جن کی یاد سوا مجلس احرار کے رجسٹروں کے اب کسی دوسری جگہ نہیں ملتی۔

(۴) انتخابی مہم میں مجلسِ احرار کی عریانی کے پہلو بہ پہلو جو دوسری حقیقت ہمارے سامنے چہرہ نما ہوتی ہے۔ وہ مجلسِ اتحاد ملت ہے۔ یہ امر واقعہ ہے۔ کہ اس مجلس کا ظہور مسجد شہید گنج کی شہادت کے ساتھ ہوا۔ جب مسجد شہید گنج کے نام سے پارلیمنٹری بورڈ بنا۔ اور امیدواروں کو ٹکٹ دیئے گئے۔ تو مسلم اور غیر مسلم پریس نے اس پر سخت لے دے کی۔

اور کہا گیا۔ کہ مسجد شہید کی تحریک بھی محض الیکشن پروپیگنڈا ہے۔ بادی النظر میں دکھائی تو یہی دیتا ہے۔ لیکن آج جبکہ الیکشن کی آندھی کے تیز و تند جھونکے گذر چکے ہیں۔ اور یہ جھونکے بہت بڑے بڑے تناور درختوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک گئے ہیں۔ ہم اس دماغ یا دماغوں کے اس مجموعہ کی فراست و تدبر کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے جنہوں نے مسجد شہید کا پارلیمنٹری بورڈ بنا کر مسجد کے نام سے امیدوار کھڑے کئے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا ہوتا۔ تو مسجد شہید گنج کی تحریک انتخابی آندھی میں دب کر فنا ہو گئی ہوتی۔ اور انتخاب کے بعد اس کا دوبارہ زندہ کرنا ناممکن ہو گیا ہوتا۔ مگر اس کے لئے امیدوار کھڑے کرنے کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ دورانِ انتخاب میں سب سے زیادہ پروپیگنڈا مسجد شہید گنج کے لئے ہوا۔ گھر گھر ہوا۔ کوچہ کوچہ ہوا۔ شہر شہر ہوا۔ غرضیکہ تمام صوبہ میں ہوا۔ انتخابات سے قبل اگر یہ تحریک سیر بھر تھی۔ تو آج من بھر ہو گئی ہے۔ اگر یہ تحریک ایک دھکتا ہوا انگارہ تھی۔ تو آج شعلہ زن آگ ہو گئی ہے۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ اسمبلی میں جانے سے سوراج نہیں مل سکتا۔ مگر سوراج کے لئے وہاں آگ لگائی جا سکتی ہے۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ پنجاب اسمبلی کا کوئی ریزولیوشن ہمیں مسجد نہیں دلا سکتا۔ مگر مسجد کے لئے اسمبلی میں آگ لگائی جا سکتی ہے۔ اور اگر ان امیدواروں میں سے جو مسجد شہید کے نام پر اسمبلی کے لئے کھڑے ہوئے۔ نصف درجن۔ تہائی درجن یا چوتھائی درجن بھی کامیاب ہو گئے۔ تو وہ یقیناً مسجد شہید کے لئے پنجاب اسمبلی میں آگ کے شعلے بلند کر دیں گے۔ کیونکہ وہ قلمدان وزارت کے لئے وہاں نہیں جائیں گے۔ بلکہ وہ خانہ خدا کے لئے لڑیں گے۔ یہ وہ لڑائی ہو گی جس کو دنیا دیکھے گی۔ اور اس دماغ کے لئے مرحبا و جذا کے نعرہ بلند کرے گی۔ جس میں مسجد شہید کے نام پر اسمبلی کے لئے امیدوار کھڑے کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ اور غالباً یہ دماغ اس شخص کا دماغ ہو گا۔ جس کے نام میں ہی ظفر ہے۔ اور جس کے ساتھ ہر ایک شکست ٹکر کھا کر ظفر مندی میں تبدیل ہو جاتی ہے اور جس کی ڈکشنری میں شکست کا لفظ ہی نہیں ہے اور جو کا مصداق ہے۔

(۵) انتخابی مہم کا ایک دوسرا پہلو بھی مقاربین کی اخلاقی حالتوں کو ہمارے سامنے عریان کر گیا ہے یہ پہلو تحریری اور تقریری پروپیگنڈا ہے۔ ایک صاف ستھری سڑک پر جس طرح ہاتھی۔ گھوڑوں۔ گدھوں۔ خچروں۔ اونٹوں۔ بیلوں وغیرہ کے بول و براز کو دیکھ کر انسان یہ نتیجہ نکالتا ہے۔ کہ ادھر سے یہ حیوان گذر کر گئے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح ہم ان پوسٹروں۔ تحریروں اور پمفلٹوں کو پڑھ کر یا تقریروں کو سنکر جو انتخابات کی شارع عام پر بکھیرے گئے۔ ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ ایسے ایسے پوسٹروں کے شائع کرنے والے یا اس قسم کی تقریروں کے کرنے والے شریف تھے یا رذیل۔ انسان تھے یا حیوان۔ نہایت رنج کا مقام ہے۔ کہ یہ تمام میدان ہمیں حیوانوں کی سی لید سے پٹا پڑا نظر آ رہا ہے۔ اور ایسا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ شخص جو انتخاب سے قبل بھلا چنگا شریف انسان تھا۔ وہ آناً فاناً ہنومان کی جون میں چلا گیا۔ اس تمام افسوسناک منظر میں ہم یہ مسرت افزا چیز بھی دیکھتے ہیں۔ کہ "روزنامہ زمیندار" نے اس مرتبہ پہلو میں جس بلند نظریئے کو مدنظر رکھا۔ اس نے اس کو اخیر تک نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ نبھایا۔ ہم حیران تھے۔ کہ زمیندار کے ادارۂ تحریر نے کس بلند آہنگی کے ساتھ ان تمام دعوتوں کو رد کر دیا۔ جو فریق مخالف کے کیمپ سے کیچڑ اچھالنے کے لئے دی گئیں۔ یہ مبالغہ نہیں ہوگا۔ اگر کہا جاوے۔ کہ ادارہ زمیندار کی اس کوہ وقار روش نے مجلس احرار کی "سبک سری" کو کچل کر رکھ دیا۔ انتخابات کا نتیجہ کچھ ہی نکلے۔ مگر ہم ادارہ "زمیندار" کو اسکی کوہ وقار روش میں کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں۔

(غازی محمود دھرم پال)
(زمیندار)

(بقیہ مضمون صفحہ ۲)

آخر وہ زمانہ آگیا۔ کہ لوگ یہی کہنے لگے۔ کہ اگر اولاد زیادہ ہوگی۔ تو ہم غریب ہو جائیں گے۔ اور اسی ڈر سے ایسے وسائل اختیار کر رہے ہیں۔ کہ اولاد پیدا ہی نہ ہو مگر یہ بھی ان کی کم علمی ہے۔ اس کا ازالہ بھی اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی فرما دیا ہے۔ کہ تم ان کی پرورش کا فکر نہ کرو۔ ہم ان کو رزق دینے والے ہیں۔ اہل یورپ اپنی اس تھیوری پر بھی زیادہ دیر تک عامل نہ رہے۔ اور آخر قرآن مجید کے حکم پر عمل کرنے کے لئے مجبور ہو گئے۔ چنانچہ آج جرمن کے پریذیڈنٹ کا یہ اعلان کرنا کہ زیادہ سے زیادہ بچے دینے والی عورت کو انعام دیا جائیگا۔ اور اس نے سال گذشتہ میں کئی ہزار شادیاں شاہی خرچ پر کرائی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ لوگ برتھ کنٹرول کے خلاف عمل کر کے اسکو باطل ثابت کر رہے ہیں۔ گویا کہ وہ نبی کریمؐ کے لائے ہوئے قانون پر عمل کرنے کیلئے مجبور ہیں اور اسی کو درست تسلیم کرتے ہیں۔ اگرچہ بقول مشہور کہ آنچہ دانا کند کند ناداں۔ لیک بعد از خرابیٔ بسیار

ان کو دیر سے اس پر عمل کرنے کی سوجھی۔ ادھر انگلستان کے سابق شاہ نے مطلقہ سے شادی کرنے کی خاطر تخت چھوڑ کر نبی کریمؐ کے لائے ہوئے قانون کے مطابق یعنی فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ پر عمل کر کے ثابت کر دیا کہ دنیا نبی کریمؐ کی غلامی میں آنے کیلئے مجبور ہے۔ میں جب ان ہر دو انقلابات کو دیکھتا ہوں۔ تو میرے دل سے بے اختیار یہ صدا نکلتی ہے۔ محمدؐ زندہ باد۔ دینِ محمدؐ زندہ باد۔ اللّٰھم صل علی محمد وعلیٰ اٰل محمد وبارک وسلم۔

(الراقم محمد ذکاء اللہ خاں ادیب عالم طالب علم منشی فاضل کلاس۔ 14.2.37)

(الفضل قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ صاحب فاضل مینیجر فاروق منسلک ہو کر شائع ہوا۔)

کتب فاروق بک ایجنسی

محصول ڈاک بذمہ خریدار

قرآن مجید بطرز سیرۃ القرآن مترجم مجلد ہے

حمائل شریف معرا۔ نہایت خوشخط مجلد عہ

حمائل شریف مترجم۔ نہایت خوشخط مجلد عار

حقیقۃ الوحی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشہور و معروف کتاب مجلد ہے

ازالہ اوہام۔ ہر دو حصہ غیر مجلد۔ عہ

قتل مرتد از حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے۔ عہ

آئینہ حق نما۔ بجواب الہامات مرزا مولوی ثناء اللہ کا جواب۔ عہ

تبلیغ رسالت مکمل دس جلد مکمل مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جو نہایت مفید نایاب اور لاجواب ہے۔ قیمت صرف عہ

تحفہ مستریاں۔ مستری عبد الکریم مباہلہ والے کے فتنہ کا انکشاف اور صحیح حالات۔ ۵ر

ہدایات زریں۔ برائے مبلغین سلسلہ عالیہ فرمودہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہٖ۔ ۵ر

بطالوی کا انجام۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کی صداقت قیمت صرف ۴ر

چھوت کا بھوت۔ ہندوؤں کے مقابلہ میں لاجواب تصنیف۔ قیمت ۰۲ر۔

خلافت محمودہ و مصلح موعود۔ امیر پیغام کا جواب ۸ر

مرقع ثنائی۔ مولوی ثناء اللہ امرت سری اہلحدیث کا مسیح موعودؑ کے مقابلہ سے فرار۔ قیمت ۴ر

تجلیات رحمانیہ۔ مولوی ثناء اللہ امرت سری کے رسالہ تعلیمات مرزا وغیرہ کا جواب۔ ۶ر

فیصلہ خدائی برمسلمات ثنائی مولوی ثناء اللہ کی حیات مسیح موعود علیہ السلام کی دلیل صداقت ہے۔ قیمت صرف ۴ر

صادق کلمات مولوی ثناء اللہ کے رسالہ ہفوات کا دندان شکن جواب۔ ۴ر

التشریح الصحیح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۲۹ الہامات پر اعتراضوں کا جواب۔ ۸ر

بحر حقیقت غیر احمدی مونگیری دشمن حق کے رسالہ کا جواب۔ ۴ر

تنقید صحیح فرقہ بابیہ کے رد میں ایک لاجواب تصنیف۔ قیمت صرف ۸ر

مشین گن رد آریہ میں لاجواب تصنیف۔ قیمت ۴ر

ویدک توحید کا آئینہ۔ قیمت ۲ر

ایک مسلمان کا پیغام سکھوں کے نام۔ ار

دھرم پال کا کچا چٹھہ۔ رد آریہ۔ ار

ملنے کا پتہ:۔ **فاروق بک ایجنسی قادیان**